رومانوی شعر سنایا تو وہی صاحب بے خود ہو گئے۔ میں نے بتایا کہ ظفر علی خاں کا شعر ہے تو بہت حیران ہوئے۔ مولانا نے اپنی تمام نظمیں بہت تھوڑے وقت میں کہی ہیں۔ ایک نظم پر آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگتا تھا ورنہ اکثر شاعروں کا یہ حال ہے کہ حکیم سے مسہل لے کر ایک یوم فی شعر کہنے کے قابل ہوتے ہیں یا پھر بیوی بچوں کو پیٹتے جھڑکتے ہیں کہ ان کا شور وغل شعر کی آمد میں رُکاوٹ بن گیا۔ ظفر علی خاں ایسے نہیں تھے۔ وہ شعر ایسے کہتے تھے جیسے عام لکھنے والے نثر لکھتے ہیں۔

مولانا ظفر علی موجود ہوتے تو دفتر میں بڑی چہل پہل رہتی تھی۔ نظم لکھ کر سب کو سناتے نت نئی تجاویز پیش کرتے کوئی اچھا شعر کہتا یا مضمون لکھتا تو حوصلہ افزائی کرتے۔ ایک مرتبہ میری ایک تحریر پر خوش ہو کر اپنا بٹوا نقدی سمیت مجھے دے دیا پھر بھی لوگ دُعائیں مانگتے کہ مولانا دفتر سے چلے جائیں۔ مولانا کو اخبار کی زبان اور کتابت کا بہت خیال رہتا تھا۔ ایڈیٹر اور کاتب مصیبت میں مبتلا رہتے۔ مولانا کاپی دیکھ کر زبان و بیان اور کتابت کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے۔ وہ کہتے کہ ایک ایک کالم میں پچاس پچاس غلطیاں ہیں۔ قرآن کی آیت تک غلط لکھی ہے۔ اخبار کا ستیاناس کر دیا۔ کاپیاں جلا دو۔ دوبارہ اخبار مرتب کرنے کا اب وقت نہیں لہٰذا اعلان کر دو کہ کل اخبار نہیں نکلے گا۔ اخبار کو بند کر دو۔ میں یوں اخبار نہیں نکالنا چاہتا۔

مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب لکھیے۔

الف: کیا سبب تھا کہ مولانا توند سے محروم تھے؟

جواب: مولانا ظفر علی خاں ورزش کے عادی تھے۔ علی الصباح دوڑ لگاتے اور ڈنٹر پیلتے تھے۔ اسی لیے وہ توند سے محروم تھے۔

ب: صبح کاذب کے وقت مولانا ظفر علی خاں کے معمولات کیا تھے؟

جواب: مولانا ظفر علی خاں رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر نہر کے کنارے میلوں دوڑ لگاتے اور اس کے بعد ڈنٹر پیلتے تھے۔ اس کے بعد نمازِ فجر ادا کرتے تھے۔

ج: مصنف صبح کے وقت مولانا کے ساتھ سیر پر جانے سے کیوں گریزاں تھے؟

جواب: مصنف کو قاضی احسان اللہ نے بتا دیا تھا کہ مولانا، صبح کاذب کے وقت لمبی دوڑ اور ڈنٹر پیلنے کے بعد نماز ادا کرتے ہیں۔ تم سیر پر ساتھ گئے تو تمھیں بھی یہ سب کچھ کرنا ہوگا، اسی لیے مصنف نے بخار، سر درد اور قولنج کا بہانہ بنا کر ساتھ جانے سے معذوری ظاہر کر دی۔

د: سبق میں مولانا کی کن کن نظموں کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سبق میں مولانا ظفر علی خاں کی نظموں ''بحیرۂ قلزم''، ''لندن کی ایک صبح'' اور ''رامائن کا ایک سین'' کا ذکر آیا ہے۔

ہ: مولانا ظفر علی خاں شعر یا نظم کہنے میں کتنا وقت صرف کرتے تھے؟

جواب: مولانا ظفر علی خاں نے اپنی تمام نظمیں بہت تھوڑے وقت میں کہی ہیں۔ وہ ایک نظم پر آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت صرف نہیں کرتے تھے۔ شاید ہی کوئی نظم ایسی ہو جو انھوں نے گھنٹے دو گھنٹے میں کہی ہو۔

و: مصنف کے خیال میں عام شاعر حضرات شعر کہنے سے پہلے کیا انداز اختیار کرتے ہیں؟

جواب: مصنف نے لکھا ہے کہ اکثر شاعر ہفتے بھر کا مسہل لے لیتے ہیں اور پھر فی یوم ایک شعر کے حساب سے کہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کرتے تو بیوی کو پیٹتے یا اس سے پٹتے ہیں۔ بچوں کو جھڑکتے ہیں کہ ان کے شور مچانے سے شعر کا مضمون ذہن سے نکل گیا۔

ز: مولانا ظفر علی خاں اپنے اخبار میں لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کس طرح کرتے تھے؟

جواب: اخبار میں لکھنے والوں میں سے کوئی اچھا شعر کہتا یا اچھا مضمون لکھتا تو مولانا تعریف کر کے دل بڑھاتے اور انعام بھی دیتے۔ ایک بار مصنف کے مزاحیہ کالم سے خوش ہو کر اپنا بٹوا نقدی سمیت دے دیا تھا۔

ح: کتابت اور زبان کی غلطیاں اور کمزوریاں دیکھ کر مولانا کس ردِ عمل کا اظہار کرتے تھے؟

جواب: مولانا کتابت اور زبان کی غلطیوں پر سخت خفا ہوتے تھے۔ خبروں اور مراسلات کی عبارت چست نہ ہوتی تو ایڈیٹر کو سخت سست کہتے۔ حروف کے دائروں کو غیر مناسب دیکھتے تو کاتب کو کھری کھری سناتے۔ آخر میں اعلان کرتے کہ کاپیاں جلا دو۔ کل اخبار نہیں نکلے گا۔ میں یوں اخبار نہیں نکالنا چاہتا۔

2۔ مندرجہ ذیل جملوں کی وضاحت اپنے الفاظ میں کیجیے:

الف: اپنے گدیلے پر بیٹھے پانوں کی جگالی فرما رہے تھے۔

وضاحت: جانور اپنے چارے کو ایک لقمے میں نگلنے کی بجائے دیر تک اسے منہ میں گھماتے پھراتے رہتے ہیں جسے جگالی کرنا کہا جاتا ہے۔ انسانوں میں یہی عمل پان کھانے والوں کا ہے۔ وہ اسے نگلنے کے بجائے چباتے اور چوستے رہتے ہیں۔ اس مشابہت کی بنا پر مصنف نے لکھا کہ چچا صدیق انصاری پانوں کی جگالی فرما رہے تھے۔

ب: قبۂ شکم گنبدِ فلک سے ہمسری کرتا ہے۔

وضاحت: سیاسی لیڈر عام طور پر بہت موٹے ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی میں جسمانی محنت مشقت کا عمل دخل ہوتا ہے نہ سیاسی سرگرمیاں انھیں ورزش کی فرصت دیتی ہیں۔ اسی لیے ان کی گنبد نما توندیں گنبدِ فلک کا مقابلہ کرتی ہیں۔

ج: آنکھوں تلے موت کا نقشہ پھر گیا۔

وضاحت: چراغ حسن حسرت کو قاضی احسان اللہ نے بتایا تھا کہ مولانا ظفر علی خاں صبح کے وقت میلوں دوڑ لگانے اور ڈنٹر پیلنے کے بعد نمازِ فجر ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے جب مولانا نے انھیں صبح کی سیر پر اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو ان کی آنکھوں تلے موت کا نقشہ پھر گیا۔ انھیں یوں محسوس ہوا جیسے موت آوازیں دے رہی ہے۔

د: ہر طرف سے تحسین و آفرین کا غلغلہ بلند ہوا۔

وضاحت: مولانا ظفر علی خاں حیدر آباد دکن میں ملازم تھے۔ ایک روز ریاست کے سپاہی نیزہ بازی کے کرتب دکھا رہے تھے۔ مولانا بھی گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزے سے آن کی آن میں میخ اُکھاڑ لی۔ ایک شاعر، ادیب اور صحافی کی نیزہ بازی میں یہ غیر معمولی مہارت دیکھ کر سب لوگوں نے بہت داد دی۔

ہ: نیزہ بازی اور شہسواری میں بھی برق ہیں۔

وضاحت: مولانا صرف ورزش، دوڑ لگانے، ڈنٹر پیلنے اور مگدر ہلانے ہی کے شوقین نہیں تھے بلکہ نیزہ بازی اور شہسواری جیسے خالص عسکری فنون میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔

و: یہ سن کر ان کا اُوپر کا سانس اُوپر اور تلے کا تلے رہ گیا۔

وضاحت: ایک صاحب نے مولانا ظفر علی خاں کی شاعری کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ زبان و محاورہ کے استاد ہیں لیکن ان کا قلب عشق و محبت کے لطیف جذبات سے خالی ہے۔ اس پر چراغ حسن حسرت نے مولانا کا ایک خوبصورت رومانوی شعر سنایا۔ وہ صاحب تڑپ گئے اور پوچھا کس کا شعر ہے۔ حسرت نے ظفر علی خاں کا نام لیا تو ان صاحب کا اُوپر کا سانس اُوپر اور تلے کا تلے رہ گیا۔

ز: ہائے عنقائے مضمون دام میں آ کے چلا گیا۔

وضاحت: مصنف لکھتے ہیں کہ عام شعرا کے لیے شعر کہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ بیوی سے جھگڑتے ہیں۔ گھر میں مکمل سکوت چاہتے ہیں۔ بچے ذرا سا شور مچائیں تو انھیں جھڑکتے ہیں کہ عنقائے مضمون دام میں آ کے چلا گیا۔ سر کے بال نوچتے پھرتے ہیں کہ ایک نایاب خیال ذہن میں آیا تھا جسے بچوں کے شور نے ذہن سے نکال دیا۔ عنقا ایک فرضی پرندے کا نام ہے جسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ اسی لیے حسرت نے روایتی شاعروں کی شاعری کے مضمون کو "عنقا" قرار دیا ہے۔ یعنی ان شاعروں کے مضامین بھی کبھی کسی دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتے۔

3: مندرجہ ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

- محفل برہم ہونا: پُرانے دوستوں کے چلے جانے سے اب تو شہر میں ہماری محفل ہی برہم ہوگئی۔
- کھینچا تانی ہونا: اس دَورِ مادیت میں ہر طرف کھینچا تانی کا منظر دِکھائی دیتا ہے۔
- پنڈ چھوڑنا: خدا کے واسطے میرا پنڈ چھوڑو، مجھے ابھی بہت سے کام نپٹانے ہیں۔
- ڈنٹر پیلنا: صبح سویرے ڈنٹر پیلنا مولانا ظفر علی خاں کی عادت تھی۔
- برق ہونا: اجمل شہسواری میں برق ہوگیا ہے۔
- طبیعت لہرانا: مولانا ظفر علی خاں کی جب طبیعت لہراتی اسی وقت اشعار کا نزول شروع ہو جاتا۔
- اُوپر کا سانس اُوپر اور تلے کا تلے رہ جانا: گھر کے صحن میں سانپ کو دیکھ کر حرا کا اُوپر کا سانس اُوپر اور تلے کا تلے رہ گیا۔

○ غائب غلہ ہو جانا: ارے کہاں غائب غلہ ہو گئے ہو کئی دِن سے نظر نہیں آ رہے۔

○ غل غپاڑا مچانا: بچوں نے آج صبح سے غل غپاڑا مچایا ہوا ہے۔

4: متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ کے لیے مناسب الفاظ کا انتخاب کیجیے۔

الف۔ میں اس نئی دُنیا کا کولمبس تھا۔ (دریافت کنندہ٬ واسکوڈے گاما٬ کولمبس)

ب۔ نہ نئی دنیا رہی نہ پُرانی دنیا، رہے نام اللہ کا۔ (اللہ٬ خدا٬ رب)

ج۔ مولانا نے اپنی تمام نظمیں بہت تھوڑے وقت میں کہی ہیں۔ (تھوڑے٬ زیادہ٬ مناسب)

د۔ مولانا ظفر علی خاں زبان اور محاورے کے استاد ہیں۔ (فنکار٬ استاد٬ ماہر)

ہ۔ مولانا جب تک دفتر میں رہتے بڑی چہل پہل رہتی تھی۔ (سراسیمگی٬ چہل پہل٬ افسردگی)

5۔ مندرجہ ذیل اقتباسات کی تشریح سیاق وسباق کے حوالے سے کیجیے۔

الف: ''ان دِنوں ''نئی دُنیا'' کا دفتر چونا گلی میں ہوا کرتا تھا۔ سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ باہر ایک طرف عصر جدید پریس، دوسری طرف حکیم غلام مصطفیٰ کا مطب۔ دروازے سے اندر گھسو تو داہنی طرف نئی دُنیا آباد تھی اور بائیں طرف مولانا شائق احمد عثمانی نے پرانی دُنیا بسا رکھی تھی، یعنی اپنے اہل وعیال اور عربی کی بھاری بھرکم کتابوں سمیت رہتے تھے۔ میں اس نئی دُنیا کو لمبس تھا اور مقالۂ افتتاحیہ کے جہاز کے ساتھ ساتھ فکاہات کی کشتی بھی چلاتا تھا۔ افسوس کہ یہ محفل سال بھر کے اندر اندر برہم ہوگئی۔ نہ نئی دُنیا رہی نہ پرانی دُنیا۔ رہے نام اللہ کا۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 76)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : مولانا ظفر علی خاں

مصنف کا نام : چراغ حسن حسرت

سیاق وسباق: چراغ حسن حسرت نے اردو کے مایہ ناز شاعر، ادیب اور بابائے صحافت مولانا ظفر علی خاں کے مختصر خاکے میں ان کی شخصیت کی بہت واضح، روشن اور دلکش تصویر پیش کی ہے۔ مولانا کو تو ند اور عمامے سے محروم دیکھ کر مصنف کو حیرانی ہوئی کیونکہ ان کے خیال میں مولانا کے لیے عمامہ اور لیڈر کے لیے توند لازمی چیز ہوتی ہے۔ چراغ حسن حسرت کو بعد میں معلوم ہوا کہ مولانا ظفر علی ورزش کے شوقین اور پابند ہیں اور عسکری فنون میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ ظفر علی خاں انتہائی بدیہہ گو شاعر تھے اور شعر اس آسانی کے ساتھ کہتے تھے جیسے عام لوگ نثر لکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں زبان ومحاورہ کا کمال ہی نہیں، مضامین کی دل آویزی بھی ہے۔ اپنے اخبار ''زمیندار'' کے معیار کا مولانا بہت خیال رکھتے تھے اور اس میں زبان و بیان اور کتابت کی غلطیوں کو قطعاً گوارا نہیں کرتے تھے۔

تشریح: چراغ حسن حسرت نے مولانا ظفر علی خاں سے پہلی ملاقات کی تفصیلات دلچسپ انداز میں بیان کی ہیں۔ وہ اخبار ''نئی دُنیا'' میں کام کرتے تھے جس کا دفتر چونا گلی میں سڑک کنارے ایک چھوٹے سے مکان میں

تھا۔ دفتر کے باہر ایک طرف عصر جدید پریس اور دوسری طرف حکیم غلام مصطفیٰ کا مطب تھا۔ اس مختصر سے مکان میں اخبار کے دفتر کے علاوہ مولانا شائق احمد عثمانی اپنے بیوی بچوں اور کتابوں سمیت رہائش پذیر تھے۔ چراغ حسن حسرت ''نئی دُنیا'' کے اہم کارکن تھے۔ اسی لیے انھوں نے خود کو نئی دُنیا کا ''کولمبس'' کہا ہے۔ کولمبس ان کا قلمی نام بھی تھا۔ کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تھا، جب کہ حسرت نئی دُنیا کا مقالہ افتتاحیہ لکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ''سند باد جہازی'' کے قلمی نام سے فکاہیہ کالم بھی تحریر کرتے تھے۔ ان کے کالمز کو قارئین میں بہت مقبولیت حاصل تھی۔ آج بھی ہمارے قومی اخبارات کے کئی معروف کالم نگار سند باد جہازی کے طرزِ تحریر کی تقلید کرتے ہیں۔ حسرت کہتے ہیں کہ یہ محفل یعنی ''نئی دُنیا'' سال بھر میں درہم برہم ہوگئی۔ اخبار بند ہوا۔ دوست بچھڑ گئے۔ سچ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز فانی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

ب: ''ہم نے اکثر شاعروں کو دیکھا ہے کہ شعر کہنا چاہتے ہیں تو شفاالملک حکیم فقیر محمد صاحب چشتی سے رجوع کرتے ہیں، اور ہفتے بھر کا مسہل لے لیتے ہیں اور پھر فی یوم ایک شعر کے حساب سے کہتے چلے جاتے ہیں، یہ نہیں کرتے تو بیوی کو پیٹتے ہیں، اس سے پٹتے ہیں، بچوں کو جھڑکتے ہیں۔ ذرا گھر میں شور ہوا اور وہ سر کے بال نوچنے لگے۔ ''ہائے عنقائے مضمون دام میں آ کے چلا گیا۔ کم بختو! ملعونو! تمھارے شور نے اسے اُڑا دیا۔'' مولانا ظفر علی خاں کا یہ حال نہیں، جس طرح ہم اور آپ نثر لکھتے ہیں اسی طرح وہ شعر کہتے چلے جاتے ہیں۔''

(سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 80)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : مولانا ظفر علی خاں

مصنف کا نام : چراغ حسن حسرت

سیاق وسباق: چراغ حسن حسرت نے مولانا ظفر علی خاں کی جامع الصفات شخصیت پر خوبصورت خاکہ لکھا ہے۔ ظفر علی خاں قادر الکلام شاعر اور کہنہ مشق صحافی تھے۔ ان کا شمار ہندوستان کے چوٹی کے سیاسی رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ اس بھاری بھرکم تعارف اور شخصیت کا حامل فرد توند سے محروم تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ظفر علی ورزش کے شوقین اور عسکری فنون کے ماہر تھے۔ مولانا اپنے اخبار ''زمیندار'' میں زبان و بیان اور کتابت کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی شاعری زبان ومحاورہ کے استادانہ استعمال کے حوالے سے سند تسلیم کی جاتی ہے۔ چراغ حسن حسرت لکھتے ہیں کہ مولانا انتہائی زود گو شاعر تھے۔ قدرت نے انھیں ایسی شاعرانہ استعداد عطا کی تھی کہ وہ کسی کوشش اور تکلف کے بغیر شعر کہتے چلے جاتے تھے۔

تشریح: چراغ حسن حسرت نے عام شعرا کے اندازِ شعر گوئی پر طنز کرتے ہوئے ظفر علی خاں کی غیر معمولی قادر الکلامی اور زود گوئی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عام شعرا شعر گوئی کو انتہائی مشکل کام تصور کرتے ہیں اور اس کے اہتمام میں تکلف کرتے ہیں۔ یہ لوگ سخن گوئی کا ارادہ کرلیں تو ان کے اہلِ خانہ کی شامت آجاتی ہے۔ اکثر شعرا حصولِ مقصد کے لیے مشہور طبیب فقیر محمد چشتی سے دست آور دوا حاصل کرتے

ہیں۔ یہ دوا استعمال کرنے سے ''شاعری کی قبض'' دور ہو جاتی ہے اور یہ شاعر روزانہ ایک شعر کہنے کے قابل ہو جاتے ہیں، جو شعرا حکیم صاحب سے استفادہ نہیں کرتے وہ گھر میں ہنگامی حالت نافذ کر دیتے ہیں۔ بیوی کو پیٹتے ہیں اور اگر بیوی جسمانی اعتبار سے طاقت ور ہو تو اس کے ہاتھوں پٹتے ہیں۔ بچوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں یعنی بیوی اور بچوں کو آمدِ سخن میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ فکرِ سخن میں ان حضرات کی ''کیفیات'' قابلِ دید ہوتی ہیں۔ گھر میں ذرا سا شور ہو تو یہ دیوانوں کی طرح سر کے بال نوچنے لگتے ہیں اور اظہارِ ناراضی کرتے ہیں کہ نایاب مضمون ذہن میں آیا تھا لیکن رخصت ہو گیا۔ بچوں کو جھڑکتے ہیں کہ بدنصیبو! لعنتیو! تمہارے شور نے مجھے بے مثال اشعار کا خالق بننے سے محروم کر دیا۔ عام شعرا پر اس گہرے اور کاٹ دار طنز کے بعد چراغ حسن حسرت لکھتے ہیں کہ ظفر علی خاں ان شعرا میں سے نہیں۔ قدرت نے انھیں شعر گوئی کی حیرت ناک صلاحیت عطا کی ہے۔ ان کی طبیعت میں بلا کی روانی ہے، جس طرح عام لوگ بلا تکلف نثر لکھتے ہیں اسی طرح ظفر علی خاں حسبِ خواہش شعر کہتے چلے جاتے ہیں۔

مزید معروضی سوالات

س: اخباری دنیا میں چراغ حسن حسرت کی ذمہ داریاں کیا تھیں؟

ج: چراغ حسن حسرت اخباری دنیا میں مقالہ افتتاحیہ اور فکاہی کالم لکھا کرتے تھے۔

س: مولانا ظفر علی خان کو دیکھ کر چراغ حسن حسرت کو مایوسی کیوں ہوئی؟

ج: چراغ حسن حسرت سمجھتے تھے کہ عام سیاسی لیڈروں کی طرح ظفر علی خاں بھی بھاری بھرکم ہوں گے۔ توند نکلی ہوئی ہو گی لیکن مولانا کو دیکھ کر مایوسی ہوئی کیونکہ توند تھی نہ عمامہ۔

س: مولانا ظفر علی خاں نے آتے ہی کن موضوعات پر گفتگو شروع کی؟

ج: مولانا ظفر علی خاں نے آتے ہی سائمن کمیشن، ہندوستان کی جدید اصلاحات، راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور کامل آزادی کے موضوعات پر گفتگو شروع کر دی۔

س: مولانا ظفر علی خاں کی صبح کی سیر کا معمول کیا تھا؟

ج: وہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر نہر کنارے میلوں دوڑ لگاتے اور ڈنٹر پیلتے اس کے بعد نماز فجر ادا کیا کرتے تھے۔

س: مصنف نے مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ صبح کی سیر پر جانے سے بچنے کے لیے کیا بہانہ بنایا؟

ج: مصنف نے مولانا سے کہا کہ میں سخت بیمار ہوں۔ رات بخار ہو گیا۔ سر میں درد ہے۔ پیٹ میں بھی درد ہے۔ غالباً قولنج ہے۔

س: صبح کی سیر کے علاوہ ظفر علی خاں کن ورزشوں کے شوقین تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟

ج: وہ مگدر ہلاتے تھے۔ نیزہ بازی اور شہسواری میں بھی مہارت حاصل تھی۔ پیراکی اور کشتی گیری بھی جانتے تھے۔ نشانہ بھی اچھا تھا۔